www.KitaboSunnat.com

قرآن وحدیث میں شاتم رسول کی سزا

رسولِ کریم ﷺ کی عزت، عفت، عظمت اور حرمت اہل ایمان کا جزوِلا ینفک ہے اور حب ِرسول ﷺ ایمانیات میں سے ہے اور آپ کی شانِ مبارک پر حملہ اسلام پر حملہ ہے۔ عصر حاضر میں کفار و مشرکین کی جانب سے نبوت ورسالت پر جو رکیک اور ناروا حملے کئے جارہے ہیں، دراصل یہ ان کی شکست خوردگی اور تباہی وبربادی کے ایام ہیں۔ آسیہ مسیح نے جو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات پر گستاخانہ حملے کئے، اس کے بچاؤ کے لئے بعض دانشورانِ سوء اور نام نہاد مفکرین ومتجددین الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور یہ پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ گستاخِ رسول کی سزا کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، تو اس سلسلے میں ہماری معروضات درج ذیل ہیں:

کیا احکام شریعت کے لئے قرآنِ کریم ہی کافی ہے؟

ایسے لوگ منکرینِ حدیث سے تعلق رکھتے ہیں اور حقیقۃً قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی تعظیم سے عاری اور کورے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ قرآن حکیم میں جس چیز کا ذکر ہو، صرف اسے ہی مانا جائے گا، احادیث و سننِ ثابتہ کو مدنظر نہ رکھا جائے گا، پھر بدعملی کی راہ ہموار ہوجائے گی، کیونکہ ارکانِ اسلام کا حکم تو اللہ کے قرآن میں موجود ہے، لیکن ان کی تفصیل سے قرآنِ حکیم خاموش ہے:

مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں اقامتِ صلوٰۃ کا حکم دیا ہے اور سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۰۳ میں فرمایا ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا

”بلاشبہ نماز مؤمنین پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس کی فرضیت اور اَوقات کا مجمل طور پر ذکر کیا ہے اور اس کی تفسیر نہیں بتائی۔ نمازوں کی تعداد، اوران کے ابتدائی و انتہائی اوقات، ادائیگی کا طریقہ کار، اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرائط ولوازمات وغیرہا، قرآن میں بیان نہیں کیے تو کیا پانچوں نمازوں اور اس کی ادائیگی کے طریقۂ کار کا انکار کر دیا جائے گا کہ قرآنِ کریم میں اس کا بیان نہیں ہوا؟

اسی طرح مسافر، مریض، بچوں اور عورتوں کے نماز کے حوالے سے احکام کا قرآن حکیم میں ذکر نہیں۔ اگر انسان فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ اس کے غسل، کفن و دفن اور نمازِ جنازہ کے احکام کا ذکر اللہ کے قرآن میں نہیں ہے تو کیا جب ایسے افراد وفات پا جائیں تو ان کی لاشوں کو اسی طرح گلنے سڑنے دیا جائے اور اگر زمین کے اندر دفنانا ہے تو گڑھا کھود کر اوپر مٹی ڈال دی جائے؟ جنازہ نہ پڑھا جائے! صرف قرآن حکیم کو ہی دلیل شرعی ماننے والوں کا کیا یہی انجام ہونا چاہئے؟

ایتائے زکوٰۃ کا حکم بھی قرآن پاک میں ہے، لیکن کس کس مال پر زکوٰۃ فرض ہے اور کتنی فرض ہے اور کب ادائیگی کرنا ہے۔ رقم پر کتنی زکوٰۃ ہے؟ گائے، اونٹ، بھیڑ بکری کا نصابِ زکوٰۃ کیا ہے؟ سونا چاندی اور کرنسی کا کیا حساب ہے؟ اللہ کا قرآن اس سے بھی خاموش ہے۔

فریضۂ حج کا ذکر تو قرآن میں ہے لیکن حج کیسے ہو گا، اس کی حدود، فرائض اور طریقہ کار کیا ہے؟ حج کہاں سے شروع ہو گا؟ حج کے مہینے تو قرآن کی رو سے معلوم ہیں تو کیا شوال وذیقعد میں ہی حج ہو گا یا ذوالحج کے مہینے میں ہو گا؟ احرام کیسا ہو گا، احرام کی حالت میں کون کون سے اُمور کا ارتکاب حرام ہے۔ طواف کا حکم ہے، طواف میں کل کتنے چکر ہیں اور کہاں سے شروع کریں گے اور کہاں ختم کریں گے، اس پر اللہ کا قرآن خاموش ہے۔ الغرض قرآنِ پاک میں بے شمار احکام میں ان کی تفصیلات سے قرآن خاموش ہے تو کیا ان اُمور کا انکار کر دیا جائے گا صرف اس بنیاد پر کہ ان کا حکم قرآن میں نہیں ہے؟

اہل اسلام کے ہاں اللہ کے قرآن کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سنت وحدیث بھی شرعی دلیل وبرہان ہے۔ قرآن کو سنت وحدیث سے علیحدہ کر کے سمجھنا اہل باطل اور صراطِ مستقیم سے گمراہ لوگوں کا شیوہ ہے۔

- خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب نے فرمایا:

سيأتي أناس سيجادلونكم بشبهات القرآن، خذوهم بالسنن فإن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أصحاب السنن أعلم بكتاب الله ①

”عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو تمہارے ساتھ قرآنِ حکیم کے شبہات کے ساتھ جدال کریں گے تو ان کو سنت کے ساتھ پکڑ کرنا، اس لئے کہ سنن والے اللہ کی کتاب کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔“

◉ خلیفۃ المسلمین عمر بن عبد العزیز نے فرمایا:

لا عذر لأحد بعد السنة في ضلالة ركبها يحسب أنها هدى ②

”سنت کے بعد کسی کے پاس گمراہی کو ہدایت سمجھ کر اس کا مرتکب ہونے کا کوئی عذر وبہانہ نہیں ہے۔“

◉ امام اسمٰعیل بن عبید اللہ دمشقی فرماتے ہیں:

”ينبغي لنا أن نحفظ ماجاءنا عن رسول الله ﷺ فإن الله يقول: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ(الحشر:۷) فهو عندنا بمنزلة القرآن“③

”ہمارے لئے لازم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے جو کچھ بھی آئے، اُسے محفوظ کرلیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دے دیں، اسے لے لو اور جس چیز سے وہ تمہیں منع کردیں، اس سے باز آجاؤ۔“ تو (اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث وسنن) ہمارے نزدیک قرآن کی منزلت پر ہیں۔“

◉ امام حسان بن عطیہ ابو بکر شامی جو ثقہ تابعی ہیں، فرماتے ہیں:

كان جبريل ينزل على رسول الله ﷺ بالسنة كما ينزل عليه بالقرآن و يعلّمه إياها كما يعلّمه القرآن ④

① شرح أُصول اعتقاد أهل السنةوالجماعة:۱/ ۹۰(۲۰۲)مسند الدارمي:۱/ ۲٤۱ (۱۲۱) الشريعة للآجري:۱/ ۱۷۵(۹۹)،جامع بيان العلم وفضله(۱۹۲۷)،الفقيه والمتفقه (۶۰۸)

② كتاب السنة للإمام محمد بن نصر المروزي (۸٤) ص۲٤۷

③ كتاب السنة للمروزي:۹۰، ذم الكلام للهروي:۲/ ۱٤۹،۱۵۰ (۲۲۵)، الكفاية في علم الرواية (۱۷)

④ كتاب السنة للمروزي (۹۱)، الكفاية في علم الرواية(۱۷)، شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة (۹۹)، الفقيه والمتفقه (۲۶۹)، ذم الكلام(۲۲٤)، الابانة لابن بطة (۲۱۹)، مسند الدارمي:۵۸۸

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر سنت لے کر اسی طرح اُترتے تھے جیسے آپ ﷺ پر قرآن کے ساتھ نازل ہوتے تھے اور جیسے آپ ﷺ کو قرآن تعلیم دیتے تھے، اسی طرح سنت کی تعلیم بھی دیتے تھے۔''

اس مختصر سی توضیح سے یہ بات آشکارا ہوگئی کہ نام نہاد متجددین کا ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ پر یہ واویلا کرنا کہ گستاخِ رسول کی سزا کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، واضح طور پر سنت اور حدیث کی مخالفت کی دلیل ہے۔ ایسے منکرین کو مسلمانوں کا نمائندہ ظاہر کرنا اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہے۔ جبکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ قرآن و سنت ہی اُمتِ مسلمہ کے تمام مسائل کے لئے اتھارٹی ہیں۔

قرآنِ کریم میں شاتم رسول کی سزا کا تذکرہ

گستاخ رسول کی سزا کا تذکرہ کئی ایک آیاتِ قرآنیہ میں مذکور ہے۔ اس کے لئے قرآنِ پاک کو غور و فکر اور تفکر و تدبر سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ جل مجدہٗ نے فرمایا:

1 وَ اِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ وَ طَعَنُوۡا فِىۡ دِيۡـنِكُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا اَئِمَّةَ الۡكُفۡرِ‌ ۙ اِنَّهُمۡ لَاۤ اَيۡمَانَ لَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَنۡتَهُوۡنَ‏ ۞ اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ قَوۡمًا نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ وَهَمُّوۡا بِاِخۡرَاجِ الرَّسُوۡلِ وَهُمۡ بَدَءُوۡكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ‌ ؕ اَتَخۡشَوۡنَهُمۡ‌ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۞ قَاتِلُوۡهُمۡ يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ بِاَيۡدِيۡكُمۡ وَيُخۡزِهِمۡ وَيَنۡصُرۡكُمۡ عَلَيۡهِمۡ وَيَشۡفِ صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۞ وَيُذۡهِبۡ غَيۡظَ قُلُوۡبِهِمۡ‌ ؕ وَيَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ (1)

''اور اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کفر کے سرداروں سے قتال کرو۔ بے شک ان لوگوں کی کوئی قسمیں نہیں تاکہ وہ باز آجائیں۔ کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑوگے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور رسول ﷺ کو نکالنے کا ارادہ کیا اور اُنہوں نے ہی پہلی بار تم سے ابتدا کی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو تو اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو۔ ان سے قتال کرو، اللہ اِنہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا اور اُنہیں رسوا کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا اور مؤمنوں کے سینوں کو شفا دے گا اور ان کے دلوں کا غصہ دور کرے گا اور

(1) التوبۃ:۱۲ تا ۱۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ جسے چاہتا ہے توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے اور کمال حکمت والا ہے۔“

ان آیاتِ بینات میں اللہ تعالیٰ نے نقضِ عہد کے مرتکبین اور دین اسلام میں طعن کرنے والے جیسے: اللہ کی گستاخی یا اللہ کے رسول کی گستاخی یا اسلام کے کسی بھی مسئلے پر طعن و تشنیع سے کام لینے والے اور اللہ کے رسول ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کا پروگرام بنانے والے لوگوں سے قتل و قتال کا حکم دیا ہے۔

کفارِ مکہ نے دارالندوہ میں جمع ہوکر نبی کریم ﷺ کی شانِ باکمال میں گستاخی کرتے ہوئے تین کاموں میں سے ایک کام کے کر گزرنے کا پروگرام بنایا۔ یا آپ کو قتل کیا جائے یا قید کر دیا جائے یا مکہ سے نکال دیا جائے، جیسا کہ اس سے پچھلی سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۳۰ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمادیا ہے تو ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

جس شخص کے دل میں محبتِ رسول ﷺ موجزن ہے، اُسے یہ آیات پکار پکار کر بتا رہی ہیں کہ اخراج الرسول، قتل الرسول اور اثبات الرسول کا ارادہ رکھنے والے گستاخوں کے ساتھ اللہ نے قتال کا حکم دیا ہے اور ذکر فرمایا ہے کہ ایمان والے لوگوں کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ اُن گستاخوں کو عذاب دینا اور رسوا کرنا چاہتا ہے اور جو لوگ ان گستاخوں کے خلاف صف بستہ ہو جائیں گے، ان کی نصرت و مدد اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا اور ان کے قتل پر اللہ ایمان والوں کے سینوں کو شفا اور ٹھنڈک پہنچائے گا اور ان کے دلوں کا غیض و غضب دور کرے گا، کیونکہ گستاخانِ رسول کو قلع قمع کرنے سے اہل ایمان کو سکون و اطمینان ملتا ہے اور دلوں کا غصہ اُترتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی تشریحات درج ذیل ہیں:

① امام ابو اسحٰق ابراہیم بن سری زجاج (المتوفی ۳۱۱ھ) رقم طراز ہیں:

”وهذه الأية توجب قتل الذي اذا أظهر الطعن في الإسلام لأن العهد معقود عليه بأن لا يطعن فإذا طعن فقد نكث“[①]

”یہ آیتِ کریمہ ذمی (یہودی، عیسائی) کے قتل کو واجب کرتی ہے، جب وہ اسلام میں طعن کا اظہار کرے۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ اس بات پر عہد تھا کہ وہ طعن و تشنیع سے کام نہیں لے گا، جب اس نے طعن کیا تو اس کا عہد ٹوٹ گیا۔“

---

① معاني القرآن و إعرابه:۲/ ۳۵۱، دارالحدیث، القاھرۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جب کوئی یہودی یا عیسائی مسلمانوں کے ملک میں ذمی بن کر رہتا ہے اور جزیہ و ٹیکس اَدا کرتا ہے تو مسلمان اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کا مسلمانوں کے ساتھ عہد وپیمان ہوتا ہے کہ وہ دین اسلام پر طعن نہیں کرے گا۔ جب وہ دین پر طعن کرتا ہے جیسے اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتِ گرامی کو دشنام دینا وغیرہ تو پھر مسلمانوں پر اس کی حفاظت لازم نہیں رہتی۔ وہ نقض عہد کا مرتکب ہوجاتا ہے اور اس کو قتل کرنا واجب ہوجاتا ہے۔

② امام فخر الدین رازی راقم ہیں:

المسألة الثالثة: قال الزجاج هذه الآية توجب قتل الذمي إذا أظهر الطعن في الإسلام لأن عهده مشروط بأن لا يطعن فإن طعن فقد نكث ونقض عهدهم[1]

”تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ امام زجاج نے فرمایا: یہ آیتِ کریمہ ایسے ذمی کے قتل کو واجب کرتی ہے جب وہ اسلام میں طعن کا اظہار کرے۔ اس لئے کہ اس کا عہد اس بات کے ساتھ مشروط تھا کہ وہ طعن سے کام نہیں لے گا۔ تو اگر وہ طعن کرے تو اس نے عہد وپیمان توڑ دیا۔“

علامہ رازی نے امام زجاج کی بات کو نقل کرکے برقرار رکھا اور اس کی تائید فرما دی۔ آج کے تجدد پسند طبقہ کی اگر آنکھیں بند ہیں اور اُنہیں یہود و نصاریٰ کی امداد قرآن فہمی سے عاری کئے ہوئے ہو، لیکن متکلم زمان اور اپنے دور کے مایہ ناز مفکر علامہ رازی کو تو قرآن حکیم سے ایسے گستاخ یہودیوں اور عیسائیوں کا قتل واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے۔

③ امام ابن کثیر دمشقی اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”وطعنوا فی دینکم“ أی عابوه وانتقصوه ومن هاهنا أخذ قتل من سب الرسول صلوات الله و سلامه عليه أو من طعن في دين الإسلام أو ذكره بتنقص

”اور اللہ کا فرمان ”اور وہ تمہارے دین میں طعن کریں“یعنی اس میں عیب نکالیں اور تنقیص کریں۔ یہیں سے شاتم رسول ﷺ کے قتل کا حکم اخذ کیا گیا ہے یا جو بھی شخص دین اسلام میں طعن کرے یا تنقیص کے ساتھ اس کا تذکرہ کرے۔“

---

① التفسير الكبير: ٥/ ٥٣٥، دار إحياء التراث العربي:١٥/ ٢٣٤، ایران

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربی فرماتے ہیں:

إذا طعن الذمي في الدين انتقض عهده لقوله "وإن نكثوا أيمانهم---- فقاتلوا أئمة الكفر" فأمر الله بقتلهم وقتالهم إذا طعنوا في دينكم ①

"جب ذمی دین میں طعنہ زن ہو تو اللہ کے فرمان "وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ فَقَاتِلُوْٓا.... اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ "["اور اگر وہ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں" "ائمہ کفر سے لڑائی کرو"] کے مطابق اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے۔ جب وہ تمہارے دین میں طعن کریں تو اللہ نے ان کے ساتھ قتل و قتال کا حکم دیا ہے۔

⑤ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رقم طراز ہیں:

أكثر العلماء على أن من سب النبي ﷺ من أهل الذمة أو عرض واستخف بقدره أو وصفه بغير الوجه الذي كفر به فإنه يقتل---- ②

"اکثر علما کا یہی کہنا ہے کہ اہل ذمہ (یہود و نصاریٰ) میں سے جو شخص نبی کریم ﷺ کو گالی دے یا تعریض کرے یا آپ کی قدر ہلکی جانے یا اپنے کفر کے علاوہ کسی چیز سے آپ کو موصوف کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ ہم اسے ذمہ یا عہد و پیمان نہیں دے سکتے۔"

پھر امام قرطبی نے اس مسئلہ میں ڈھیل اختیار کرنے والے لوگوں کا ذکر کرکے دلائل و براہین کے ساتھ ان کی تردید کی ہے۔

⑥ علامہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن (المتوفی ۷۲۵ھ) نے اپنی تفسیر لباب التأويل في معاني التنزيل جو 'تفسیر خازن' کے نام سے معروف ہے۔ اس میں اس آیت کے تحت مذکورہ بالا مسئلہ تحریر کیا ہے۔ ③

⑦ امامِ جلیل محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی (المتوفی ۵۱۶ھ) اپنی تفسیر معالم التنزيل المعروف تفسیر بغوی میں بھی اسی موقف کے حامی ہیں۔ ④

⑧ امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن جوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) اپنی تفسیر زاد المسير في

---

① أحكام القرآن: ۲/ ۳۵۶، دارالكتاب العربي
② الجامع لاحكام القرآن: ۸/ ۵٤
③ ملاحظہ ہو: ۳۳۹/۷ط، دارالكتاب العلمية، بيروت
④ ۲/ ۲۷۲، ادارہ تالیفات أشرفية، ملتان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم التفسیر میں بھی اسی کے مؤید ہیں۔ ①

⑨ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی (المتوفی ۷۱۰ھ) نے اپنی تفسیر مدارك التنزيل وحقائق التأويل میں ذمی کے واجب القتل ہونے کا یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ ②

⑩ امامِ ماتریدیہ ابو منصور محمد بن محمد سمرقندی (المتوفی ۳۳۳ھ) نے بھی اہل الذمہ کے نقض عہد پر ان کے قتل کے مسئلہ کو درج بالا آیت کے تحت ذکر کیا ہے۔ ③

تلك عشرة كاملة

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور معروف ائمہ مفسرین کے حوالہ جات سے یہ بات بالکل عیاں اور ظاہر و باہر ہو جاتی ہے کہ ایسا یہودی و عیسائی جو گستاخِ رسول ہو کر دین اسلام میں طعنہ زنی کرے، وہ واجب القتل ہے۔ جن لوگوں نے آنکھوں پر معاونتِ نصاریٰ او رحبِ یہود کی پٹی باندھ رکھی ہو، اُنہیں قرآن حکیم میں سے کہاں گستاخِ رسول کی سزا نظر آئے گی؟ قرآن حکیم کی آیاتِ بینات سے اللہ تعالیٰ اہل ایمان اوراللہ اور رسول ﷺ کے محبان کو شفا عطا فرماتا اور بصیرت کی عظیم شاہراہ سے نوازتا ہے اور جن متجددین، متفلسفین، ملحدین اور ضالین و مضلین نے دشمنانِ دین کی زبان بولنا ہو اور ان کی حمایت میں راگنی الاپنی ہو اُنہیں قرآن کی آیات سے کچھ نظر نہیں آتا۔

❷ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا (سورۃ الاحزاب:۵۸،۵۷)

''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے اور وہ لوگ جو ایمان دار مردوں اور ایماندار عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بغیر کسی گناہ کے جو اُنہوں نے کمایا ہو تو یقیناً اُنہوں نے بہتان باندھا اور صریح گناہ کا بوجھ اُٹھایا ہے۔''

① ۲/۲۴۰، دارالکتاب العربي بتحقيق عبدالرزاق مهدي
② ۱/۶۶۷، مكتبة رحمانية، لاهور
③ تأويلات أهل السنة ۲/۳۸۸، مؤسسة الرسالة، بيروت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کو ایذا دینے والوں کا ذکر کیا ہے اور ایمان والوں کی ایذا اور رسول اللہ ﷺ کی ایذا میں فرق ذکر کیا ہے۔ اہل ایمان کو بلا وجہ اذیت دینے کو بہتان اور واضح گناہ قرار دیا جبکہ نبی ﷺ کی ایذا پر دنیا و آخرت کی لعنت اور ذلیل کرنے والا عذاب ذکر فرمایا۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی عام مومنوں کی گستاخی کی طرح نہیں ہے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایذا، تکلیف اور ضرر کوئی نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی اس کو کوئی ضرر لاحق ہو سکتا ہے تو پھر کیوں فرمایا: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں؟ اللہ کی طرف ایذا کی نسبت کرنا دراصل بالخصوص اس کے رسول ﷺ کو ایذا دینا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کی ایذا و تکلیف کو اللہ اپنی ایذا فرماتا ہے کیونکہ وہ تو قاہر، غالب اور ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے اور اس بات کی قرآنِ حکیم میں کئی ایک اَمثلہ وارد ہوئی ہیں جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: إِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (محمد:۷)

”اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔“

اس آیتِ کریمہ میں اللہ کی مدد کرنے سے مراد اللہ کے دین کی مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کو اپنی طرف منسوب کرنے سے مراد اس کا دین اور اس کے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اجمعین ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ کے دین کی مدد، اللہ کے انبیا کی مدد، اللہ کے اولیا کی مدد کرنا درحقیقت اللہ کی مدد کرنا ہے۔ ایسے ہی اللہ کے رسول ﷺ کو اذیت وتکلیف دینا اللہ کو اذیت وتکلیف دینے کے مترادف ہے۔

① امام عزالدین عبدالرزاق بن رزق اللہ رسفی (متوفی ٦٦١ھ) رقم طراز ہیں:

أن المعنى يؤذون نبي الله فجعل أذى نبيه أذى له تشريفًا لمنزلته[1]

”یقیناً اس آیتِ کریمہ میں اللہ کو تکلیف دینے کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں تو اللہ نے مقام و مرتبہ عطا فرماتے ہوئے اپنے نبی ﷺ کی تکلیف کو اپنی تکلیف قرار دیا ہے۔“

لعنت سے مراد: نیز اس آیتِ کریمہ میں گستاخِ رسول کو ملعون قرار دیا اور اس کے

① رموز الكنوز في تفسير الكتاب العزيز: ٦/ ١٩٣، مكتبة الأسدي، المكة المكرمة

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے رسوا کن اور ذلت آمیز عذاب و سزا کا بیان فرمایا۔اس آیت میں گستاخانِ رسول پر جو دنیا اور آخرت کی لعنت کا ذکر کیا گیا ہے تو یہاں لعنت سے کیا مراد ہے؟

④ امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

ولعنهم في الدنيا بالقتل والجلاء وفي الآخرة بالنار ①

”دنیا میں لعنت سے مراد قتل اور جلاوطنی کی سزا اور آخرت میں آگ کی سزا ہے۔“

امام عبد الرزاق رسفی فرماتے ہیں:

لعنتهم في الدنيا القتل والجلاء وفي الآخرة عذاب النار ②

”دنیا میں لعنت سے مراد قتل وجلاوطنی اور آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔“

راقم الحروف کے نزدیک ان کو 'دنیا میں لعنت' سے مراد قتل کی سزا دینا ہے، کیونکہ ایذائے رسول کی یہی سزا نبی کریم ﷺ نے متعین فرمائی ہے اور قرآن پاک کا سیاق وسباق اسی کی تائید کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے قرآنِ کریم کا سیاق وسباق:

قرآنِ حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ احزاب کی ۵۶ نمبر آیت میں رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام کا ذکر فرمایا، پھر آیت نمبر ۵۷ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دینے والوں کا ذکر کرکے دنیاو آخرت کی لعنت اور ذلیل کرنے والے عذاب اور سزا کا بیان فرمایا۔ پھر آیت نمبر ۵۸ میں اہل ایمان کو ایذا دینے والوں کا ذکر کرکے اس کو بہتان اور صریح گناہ قرار دیا۔ آیت نمبر ۵۹ میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں، بیٹیوں اور ایمان والوں کی عورتوں کے پردے کا ذکر کیا تاکہ اُنہیں ایذا نہ دی جائے۔ آیت نمبر ۶۰ میں ایسی حرکات سے باز نہ آنے والے منافقوں کا ذکر کیا اور ناشائستہ حرکات کرنے والے اور پروپیگنڈہ کرنے والے لوگوں پر آپ کے تسلط کا ذکر کیا اور نمبر ۶۱ میں فرمایا: مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا یعنی ”اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے گستاخان ملعون ہیں، جہاں بھی پائے جائیں، پکڑ لئے جائیں اور بُرے طریقے کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں۔“ اور آیت نمبر ۶۲ میں پھر اسے اللہ کی سنت اور قانون قرار دیا گیا ہے یعنی توہین رسالت کے بارے

---

① تفسير زاد المسير:۳/ ۴۸۳

② رموز الكنوز:٦/ ۱۹٤

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانونِ الٰہی یہی ہے کہ ایسے ناپاک ملعون لوگ بُری سزا کے حقدار اور واجب القتل ہیں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۶ سے لے کر آیات ۶۲ تک کا مفہوم ومراد یہی ہے۔

'اَذیت' سے مراد: نبی کریم ﷺ نے جب کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم نامہ جاری کیا تو اس کی علت اور وجہ یہ بیان کی کہ فإنه قد آذى الله ورسوله ''اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے۔'' ①

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف یہودی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی کی اور آپ کے خلاف اہل مکہ کی معاونت کی، اس لئے اس کے قتل کا حکم جاری کیا گیا۔

یاد رہے کہ کعب یہودی نقض عہد کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور توہین کا بھی مرتکب تھا، اسی لئے آپ نے فرمایا: «فإنه قد آذى الله ورسوله»

- امام مازری فرماتے ہیں:

إنما قتله كذلك لأنه نقض عهد النبي ﷺ وهجاه وسبه وكان عاهده أن لا يعين عليه أحدًا ثم مع أهل الحرب معينًا عليه ②

''کعب بن اشرف کو اس لئے قتل کیا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے عہد کو توڑا۔ آپ ﷺ کی توہین کی اور آپ کو گالی دی اور اس کا یہ معاہدہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرے گا پھر وہ آپ ﷺ کے خلاف اہل حرب کا معاون ہو گیا۔''

- محی السنۃ امام بغوی فرماتے ہیں:

وكان كعب بن الأشرف ممن عاهد رسول الله ﷺ أن لا يعين عليه أحدًا ولا يقاتله ثم خلع الأمان ونقض العهد ولحق بمكة وجاء معلنًا معاداةً النبي يهجوه في أشعاره ويسبه، فاستحق القتل لذلك ③

① صحيح البخاري(۲۵۱۰،۱۳۰۳،٤۰۳۷)، صحيح مسلم (۱۸۰۱)، سنن أبي داود (۲۷٦۸) السنن الكبرى للبيهقي:۷/٤۰ و۸۱/۹، شرح السنة للبغوي:٤۳/۱۱: ۲٦۹۲،المستدرك للحاكم:٤۳٤/۳ (۵۸٤۱)

② شرح صحيح مسلم للنووي:۱۳٦/۱۲، دارالكتب العلمية، بيروت

③ شرح السنة:٤۵/۱۱، المكتب الإسلامي

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”کعب بن اشرف یہودی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کررکھا تھا کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے اور نہ ہی آپ ﷺ سے لڑیں گے۔ پھر اس نے امان ترک کی اور عہد توڑا اور مکہ چلا گیا اور اعلانیہ نبی کریم ﷺ سے عداوت کرتے ہوئے آیا اور اپنے شعروں میں آپ ﷺ کی توہین کرتا اور گالیاں بکتا تھا اس لئے واجب القتل ہوگیا۔“

لہٰذا کعب بن اشرف کو صرف نقضِ عہد کی سزا نہیں دی گئی بلکہ وہ گستاخِ رسول تھا اور اَشعار میں آپ ﷺ کو گالیاں بکتا اور ہذیان گوئی کرتا تھا اور ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کی توہین سے نقض عہد ہوجاتا ہے جیسا کہ پیچھے مفصل باحوالہ بحث گزر چکی ہے اور اس کی تائید درج ذیل روایات سے بھی ہوتی ہے:

① کعب بن مالک بیان کرتے ہیں:

أن كعب بن الأشرف اليهودي كان شاعرًا وكان يهجو رسول الله ﷺ و يحرض عليه كفار قريش في شعره ...... فأمر الله تعالى رسوله والمسلمين بالصبر على ذلك والعفو عنهم ففيهم أنزل الله جل ثناءه ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا﴾ (آل عمران:١٨٦) وفيهم أنزل الله: ﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ (البقرة:١٠٩) فلما أبى كعب بن الأشرف أن ينزع عن أذى رسول الله ﷺ وأذى المسلمين وأمر رسول الله ﷺ سعد بن معاذ أن يبعث رهطاً ليقتلوه ....①

”کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بکواس کرتا تھا۔ اور اپنے شعروں میں قریش کے کافروں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ملے جلے لوگ تھے۔ ان میں وہ مسلمان بھی تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ کی دعوت نے جمع کردیا تھا اور ان میں مشرکین بھی تھے جو بت پوجتے تھے اور اُن میں یہودی بھی تھے جو ہتھیاروں اور قلعوں کے مالک تھے اور وہ

① دلائل النبوة للبيهقي:٣/١٩٧ واللفظ له، سنن أبوداود (٣٠٠٠) الترمذي بحواله فتح الباري شرح صحيح البخاري:٩/٩٦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوس و خزرج قبائل کے حلیف تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی جب مدینہ تشریف آوری ہوئی تو آپ ﷺ نے سب لوگوں کی اصلاح کا ارادہ فرمایا۔ ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ مشرک ہوتا۔ کوئی دوسرا مسلمان ہوتا تو اس کا بھائی مشرک ہوتا اور رسول اللہ ﷺ کی آمد مبارک پر مشرکین اور یہودانِ مدینہ آپ ﷺ کو اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید قسم کی اذیت سے دوچار کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور مسلمانوں کو اس پر صبر و تحمل اور ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا۔

انہی کے بارے اللہ جل شانہ کا فرمان نازل ہوا۔ ''اور یقیناً تم ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا، ضرور بہت سی اِیذا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔''

اور انہی لوگوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی ''بہت سارے اہل کتاب چاہتے ہیں، کاش وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے، اس کے بعد کہ ان کے لئے حق خوب واضح ہو چکا سو تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت والا ہے۔''

جب کعب بن اشرف رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت دینے سے باز نہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کے قتل کے لئے لشکر روانہ کرو۔''

② حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام حاکم کی الإکلیل کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فقد أذانا بشعره وقوّى المشركين»①

''اس نے ہمیں اذیت دی اور مشرکوں کو تقویت پہنچائی ہے۔''

③ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام ابن اسحٰق نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ

إن النبي ﷺ مشى معهم إلى بقيع الغرقد ثم وجههم فقال: انطلقوا على اسم الله: اَللّٰهُمَّ اَعِنْهم②

''بلاشبہ نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ بقیع غرقد تک چلے، پھر ان کو متوجہ کرکے فرمایا: ''اللہ

① فتح الباري :٩/٩٦
② فتح الباري :٩/٩٧ بسندٍ حسن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام پر روانہ ہو جاؤ۔اے اللہ ان کی مدد فرما!‘‘

یعنی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو جب کعب کے قتل کے لئے روانہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ بقیع غرقد تک خود تشریف لے گئے اور اللہ کے نام پر اُنہیں روانہ کیا اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا فرمائی۔

پہلے شاتمانِ رسول کے لئے مسلمانوں کو عفو ودرگزر کرنے کا حکم تھا !

امام بیہقی نے دلائل النبوة میں کعب بن مالک کی جس روایت کا ذکر فرمایا، اس میں گستاخانِ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے صبر و تحمل کے متعلقہ دو قرآنی آیات کا ذکر ہے۔ ایک آیتِ کریمہ سورۃ آل عمران اور دوسری سورۃ البقرۃ میں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تا حکم ثانی ان کے عفو ودرگزر کا معاملہ تھا پھر اللہ وحدہ لاشریک نے ان کے ساتھ قتل وقتال کا حکم فرمایا۔

خود امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں باب باندھا ہے:

مبتدأ الإذعان بالقتال وما ورد بعده في نسخ العفو عن المشركين وأهل الكتاب بفرض الجهاد[1]

اسی طرح السنن الکبریٰ کی كتاب السير باب مبتدأ الإذن بالقتال بھی ملاحظہ کریں۔ اعلانِ قتال کی ابتدا اور اس کے بعد مشرکوں اور یہود و نصاریٰ کی معافی، جہاد کی فرضیت سے منسوخ ہوگئی۔ اس باب میں امام بیہقی نے پھر اس عفو و درگزر کے نسخ کے دلائل بیان فرمائے جن میں سے ایک مفصل صحیح حدیث وہ ذکر کی ہے جسے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گدھے پر سوار تھے جس پر فدک کی بنی ہوئی مخمل کی چادر پر زین کسی ہوئی تھی اور اُسامہ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ آپ بنو حارث بن الخزرج میں واقعہ بدر سے پہلے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے چلے تھے۔ آپ کا گزر ایک مجلس کے پاس سے ہوا جس میں عبد اللہ بن اُبی بن سلول بھی تھا اور اس وقت ابھی عبد اللہ بن اُبی بن سلول نے اسلام کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اتفاق سے اس مجلس میں مسلمان،

---

① ۵۷۶/۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بت پرست، مشرکین اور یہودی ملے جلے بیٹھے تھے۔ اور مسلمانوں میں عبد اللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس کو سواری کے پاؤں سے اُڑنے والے غبار نے ڈھانپ لیا تو عبد اللہ بن اُبی نے اپنی ناک کو چادر سے چھپا لیا پھر کہنے لگا۔ تم ہمارے اوپر غبار نہ ڈالو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سلام کیا، پھر رُکے۔ سواری سے اُترے اور اُنہیں اللہ کے دین کی دعوت پیش کی اور ان پر قرآنِ کریم پڑھا۔ عبد اللہ بن ابی نے کہا: ارے میاں! تم جو بات کہہ رہے ہو، اس سے بہتر بات کوئی نہیں۔ اگر یہ حق ہے تو تم ہماری مجلس میں آکر ہمیں تکلیف نہ دو، اپنے گھر واپس پلٹ جاؤ اور جو آدمی تمہارے پاس آئے، اسے یہ کہانی سنانا۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ! آپ ہماری مجالس میں آیا کریں ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں۔ بس پھر مسلمان، مشرکین اور یہودی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے لگے۔ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے۔ آپ ﷺ مسلسل اُنہیں خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چپ ہوگئے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں کہا: ''أيا سعد ألم تسمع ما قال أبو حباب يريد عبدالله بن أبي قال: كذا وكذا''

''اے سعد! کیا تم نے نہیں سنا جو اَبو حباب نے کہا؟ اس سے آپ ﷺ کی مراد عبد اللہ بن اُبی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ایسی ویسی باتیں کی ہیں۔ سعد بن عبادہ کہنے لگے: ''يارسول الله اعف عنه واصفح فو الذي عليك الكتاب لقد جاء الله بالحق الذى أنزل عليك ولقد اصطلح أهل هذه البحيرة على أن يتوجهوه فيعصبوه بالعصابة فلما ردّ الله بالحق الذى أعطاك شرق بذلك، فذلك الذي فعل به ما رأيت''

''اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کو معاف کردیں اور درگزر فرمائیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی یقیناً اللہ تعالیٰ حق لے آیا ہے جو اس نے آپ ﷺ پر نازل کیا اور یقیناً اس مدینہ کی بستی والے اس حق کی طرف متوجہ ہونے اور اپنی برادری کے ساتھ اس کی مدد کرنے کو تیار ہوگئے۔ جب اللہ نے اس حق سے اسے پھیر دیا جو اس نے آپ ﷺ کو عطا کیا تو اس نے ازراہِ حسد اس سے انکار کیا اور جو کرتوت اس نے کیا، آپ ﷺ نے دیکھ لیا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے درگزر کیا اور معاف کردیا۔ آپ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکوں اور یہود و نصاریٰ سے درگزر کرتے تھے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتے تھے، جیسا کہ اللہ نے حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ① ”اور یقیناً تم ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا، ضرور بہت سی ایذا سنو گے اور اگر تم صبر اور تقویٰ اختیار کرو تو بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ښ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ②

”بہت سارے اہل کتاب چاہتے ہیں کاش وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے، اس کے بعد کہ حق ان کے لئے خوب واضح ہو چکا۔ سو تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کمال قدرت والا ہے۔“

اس کے بعد اُسامہ بن زید اپنی اس طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں:

”وكان رسول الله ﷺ يتأول في العفو ما أمره الله عزوجل به حتى أذن الله فيهم فلما غزا رسول الله ﷺ بدرًا و قتل الله به من قتل من صناديد قريش“

”نبی کریم ﷺ درگذر سے کام لیتے تھے جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا، یہاں تک کہ جب ان کے بارے اللہ نے آپ کو اجازت دی۔ پھر جب آپ نے غزوۂ بدر لڑا اور اللہ تعالیٰ نے اس غزوے میں جن قریش کے کافر سرداروں کو قتل کرنا تھا، قتل کرا دیا۔“

پھر عبد اللہ بن اُبي اور اس کے بت پرست مشرک ساتھیوں نے کہا: یہ ایسا دین ہے جو غالب ہو کر رہے گا تو اُنہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرلی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔“ ③

---

① آل عمران:١٨٦

② البقرة:١٠٩

③ دلائل النبوة:٥٧٦/٧، ٥٧٨، صحيح البخاري (٤٥٦٦) مع فتح الباري:١٧/١٠،صحيح مسلم:١١٦/١٧٩٨، مسنداحمد:٢٠٢/٥، تاريخ مدينة لعمر بن شبه: ٣٥٨/١، السنن الكبرى للنسائي (٧٥٠٢)، مسند الشاميين (٢٦٨)، المصنف لعبد الرزاق(٩٧٨٤) تفسير ابن كثير: ١٦٠/٢، ١٦١، تفسير الدرّ المنثور: ٥٥٧/١

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ اسی طرح امام ابن ابی حاتم رازی نے اُسامہ بن زید سے مختصراً یہی روایت بیان کی ہے:

”كان النبي ﷺ وأصحابه يعفون عن المشركين وأهل الكتاب كما أمرهم الله ويصبرون على الأذى قال الله تعالى: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا قال: وكان رسول الله ﷺ يتأول في العفو ما أمره الله به حتى أذن الله فيهم“[1]

”نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکوں اور یہود و نصاریٰ سے اللہ کے حکم کے مطابق عفو ودر گزر کرتے اوران کی تکالیف پر صبر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور آپ یقیناً ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور اُن لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا، ایذا اور تکلیف دہ باتیں سنو گے۔“ اُسامہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ان سے عفو ودر گزر سے کام لیتے تھے جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا، یہاں تک کہ ان کے بارے اللہ نے اجازت دے دی۔“

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: وهذا إسناد صحيح یہ سند صحیح ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں حتى أذن الله فيهم کے بعد یہ الفاظ ہیں: ”بالقتل فقتل الله به من قتل من صناديد قريش“ ”یہاں تک کہ اللہ نے ان کے متعلق قتل کی اجازت دے دی پھر قریش کے سرداروں میں سے جن کو قتل کرنا تھا، اللہ نے قتل کر دیا۔“

ان احادیثِ صحیحہ میں حتى أذن الله فيهم یہاں تک کہ ان کے متعلق اللہ نے اجازت دے دی، سے مراد قتال کی اجازت ہے۔

◉ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قوله: (حتى أذن الله فيهم) أي في قتالهم أي فترك العفو عنهم[2]

”حدیث میں حتى أذن الله فيهم سے مراد ان کے ساتھ عفو ودر گزر کو ترک کرکے قتال کرنے کی اجازت مراد ہے۔“

◉ شیخ الاسلام زکریا انصاری رقم طراز ہیں:

”حتى أذن فيهم“ أي في قتالهم فترك العفو عنهم[3]

---

① تفسير ابن أبي حاتم الرازي:۳/۸۳۴(٤٦١٨) تفسير ابن كثير:۲/۱٦۰

② فتح الباري:۱۰/۲۰

③ تحفة الباري بشرح صحيح البخاري :٥/٤٨

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ان کفار یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے بارے میں قتال کی اجازت دے دی تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ معافی ودر گزر کو ترک کر دیا۔‘‘

سورہ آلِ عمران کی مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کی تفسیر صحیح حدیث سے واضح ہو گئی کہ عفو ودر گزر اور معافی کا حکم قتال فی سبیل اللہ کا حکم آنے سے قبل کا معاملہ تھا جب جہاد و قتال والا حکم آگیا تو پھر گستاخانِ اللہ اور رسول ﷺ کی معافی والا معاملہ منسوخ ہو گیا اور ان کے قتل وقتال کا حکم وارد ہو گیا۔

اسی طرح مندرجہ بالا بحث میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۰۹ کا ذکر بھی آیا ہے:

◉ حبر الامہ ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس سے اس کی یہ تفسیر مروی ہے: فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ’’معاف کرو اور در گزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کمال قدرت والا ہے۔‘‘ یہ عفوو در گزر کا حکم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ منسوخ ہو گیا: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ① ’’مشرکوں کو قتل کرو جہاں بھی تم ان کو پاؤ۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ②

’’اور ان لوگوں سے قتال کرو جو اللہ تعالیٰ اور قیامت والے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اور نہ ہی دین حق کو اختیار کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جو کتاب دیئے گئے یہاں تک کہ وہ ہاتھ سے جزیہ دیں اور وہ ذلیل وخوار ہوں۔‘‘

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فنسخ هذا عفوه عن المشركين ③

---

① التوبة: ٥

② التوبة:٢٩

③ ملاحظہ ہو: صحيفة علي بن أبي طلحة في تفسير القرآن ص٨٦ ، السنن الكبرى للبيهقي:٩/١١،دلائل النبوة للبيهقي:٢/٥٨٢، تفسير ابن كثير:١/٣٣٥، التفسير الطبري:٢/٤٢٤، تفسير الدر المنثور:١/٥٥٨ (علامہ سیوطی نے اسے ابن جریر طبری، ابن ابی حاتم،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اس نے مشرکوں کے بارے میں آپ کی معافی کو منسوخ کر دیا ہے۔“

◉ امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

وکذا قال ابوالعالیة والربیع بن أنس وقتادہ والسدي إنما منسوخة بآیة السیف ویرشد إلی ذلك أیضاً قوله تعالی حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ①

”یہی قول ابو العالیہ، ربیع بن انس، قتادہ اور سدی کا ہے کہ آیتِ سیف کے ساتھ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور اس کی راہنمائی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ بھی کرتا ہے کہ ”یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے“ یعنی حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ کا ارشاد گرامی بھی اس کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے۔“

☜ سورۃ البقرۃ کے مذکورہ مقام سے پہلے آیت نمبر ۱۰۴ میں مشرکین اور یہود کی شانِ رسالت میں گستاخی کا ذکر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

”اے ایمان والو تم رَاعِنَا مت کہو اور انْظُرْنَا کہو اور سنو۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

یہودی اور مشرک لفظ راعنا کو بگاڑ کر راعینا وغیرہ بنا دیتے یعنی ہمارا چرواہا۔ یا اور اس قسم کے توہین آمیز کلمات و معانی اختیار کرتے تو اللہ نے اہل ایمان کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا راعنا کی بجائے اُنظرنا کہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کا استعمال ہی درست قرار نہیں دیا جس سے توہین رسالت کا پہلو نکلتا ہو۔ اور ایسے گستاخوں کے لئے عذابِ الیم کی وعید بیان کی اور تا حکم ثانی صبر و تحمل اور معافی و درگزر کا حکم دیا جو بعد ازاں سیف والی آیات کے ساتھ منسوخ کر کے گستاخوں کی سزا قتل تجویز کی۔

☜ اور اسی گستاخی کا ذکر سورۃ النساء کی آیت نمبر ۴۶ میں کیا کہ وہ نبی ﷺ کی توہین بھی کرتے اور دین اسلام میں طعنہ زن ہوتے ہیں۔ وہاں پر بھی اللہ نے ان پر اپنی لعنت کا ذکر کیا اور ملعونین کی سزا کے بارے پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ واجب القتل ہیں۔

ابن مردویہ اور دلائل النبوۃ للبیہقی کی طرف منسوب کیا ہے)

① تفسیر ابن کثیر: ۳۳۶/۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی بات کی تفصیل امام مفسرین ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر "جامع البیان عن تاویل آی القرآن" المعروف بہ تفسیر طبری:۲/ ۴۲۳، ۴۲۴ میں بیان کی ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ سورہ توبہ قرآن حکیم کی وہ سورت ہے جو سب سے آخر میں نازل ہوئی جیسا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "وآخر سورة نُزلت براءة"[1]

لہٰذا اب کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی کا ارتکاب کریں اور دین اسلام میں طعن و تشنیع سے کام لیں تو اُنہیں معافی نہیں دی جائے گی ان کا علاج صرف اسلام کی تلوار ہے۔ ایسے افراد واجب القتل ہیں، انہیں اللہ کی زمین پر زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔

☜ بعض احادیثِ صحیحہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے گستاخوں کے قتل و ذبح کا حکم آپ ﷺ کو مکہ میں ہی معلوم ہوچکا تھا، لیکن اس کی باقاعدہ تنفیذ مدینہ طیبہ میں آکر ہوئی، جیسا کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

> "اُن سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کسی ایسے سخت واقعہ کے متعلق خبر دو جو مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روا رکھا ہو اور ان کی عداوتِ رسالت کا آئینہ دار ہو۔ تو بتانے لگے کہ میں ان میں موجود تھا کہ ایک دن قریش کے چوہدری حطیم میں جمع ہوئے اور اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور کہنے لگے: جتنا ہم نے اس شخص پر صبر کیا ہے، کسی اور پر کبھی ایسا صبر ہم نے نہیں دیکھا۔ اس نے ہمارے دانشوروں کو بے وقوف کہا اور ہمارے باپ دادا کو بُرا بھلا کہا اور ہمارے دین پر عیب لگایا اور ہماری جماعت کو منتشر کیا اور ہمارے معبودوں کو گالی دی۔ ہم نے اس کے بارے بہت زیادہ صبر کرلیا ہے۔ اسی دوران وہاں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ چلتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ حجر اسود کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے جب آپ کا گزر ان کے پاس سے ہوا تو وہ آپ کی باتوں میں عیب جوئی کرتے ہوئے ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کرنے لگے تو میں نے اس بات کے اثرات نبی مکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر پہچان لئے پھر آپ آگے گزر گئے۔ پھر جب دوسرے چکر پر ان کے پاس سے گزرے تو اُنہوں نے پہلے جیسی حرکت کی۔ پھر میں ناگواری کے اثرات آپ کے

[1] صحيح البخاري مع فتح الباري: ١٠/١٦١(٤٦٥٤)، تفسير ابن كثير: ٣٤٦/٣

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہرے پر پہچان گیا۔ پھر آپ آگے گزر گئے۔ پھر جب تیسرے چکر پر آپ ان کے پاس سے گزرنے لگے تو اُنہوں نے پہلے جیسی پھر حرکت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «تسمعون یا معشر قریش! أما والذي نفس محمد بیده لقد جئتکم بالذبح» ''اے قریش کے گروہ! تم سنتے ہو، اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے یقیناً میں تمہارے پر ذبح کا حکم لے کر آیا ہوں'' اور ایک روایت میں ہے: «ما أرسلت إلیکم إلا بالذبح وأشار بیده إلی حلقه» ''نہیں میں تمہاری طرف بھیجا گیا مگر ذبح کے حکم کے ساتھ اور آپ نے اپنے حلق کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔''[1]

اس صحیح حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ گستاخانِ رسول اور شاتمانِ نبی کی سزا یہی ہے کہ انہیں ذبح کر دیا جائے اور قرآن حکیم کی رو سے وہ بُری طرح قتل کر دیئے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کو مکہ کی زندگی میں کفار و مشرکین کی طرف سے بہت ستایا گیا۔ مصائب و آلام سے دوچار کیا گیا اور ایذا رسانی اور گستاخی کی کافروں نے حد کر دی اور کعبۃ اللہ میں کبھی آپ کے اوپر حالتِ نماز میں اونٹنی کی بچہ دانی لا کر ڈال دی جاتی[2] کبھی آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر گھونٹا جاتا[3] الغرض ہر طرح سے گستاخی کا ایک تسلسل تھا۔ لیکن ابتدا میں آپ کو صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا حکم تھا۔ پھر اس کے بعد اس حکم کو منسوخ کر کے ایسے گستاخوں کے لئے قتل و قتال کا حکم آ گیا۔ اس کی مزید تفصیل کے لئے امام بیہقی کے 'دلائل النبوۃ' اور السنن الکبریٰ کی کتاب السیر باب ماجاء فی نسخ العفو عن المشرکین اور امام شافعی کا 'الرسالہ' وغیرہ ملاحظہ کریں۔

---

① مسند الإمام أحمد:١١/٦١٠(٧٠٣٦)، صحیح ابن حبان(١٦٨٥)، مسند أبي یعلی:١٣/٣٢٥ (٧٣٣٩) بتحقیق حسین سلیم أسد، المصنف ابن ابي شیبة: کتاب المغازي:١٤/٢٩٧ (١٨٤١٠)، دلائل النبوة لأبي نُعیم الأصبهاني:١/٢٠٩ (١٥٩)، دلائل النبوة للبیهقي:٢/٢٧٥، ٢٧٦، تغلیق التعلیق لابن حجر العسقلاني :٤/٨٦، مجمع الزوائد:٦/١٠ بتحقیق عبد الله محمد الدرویش، خلق أفعال العباد للامام البخاري (٢٣٤) ٨٦، ٨٧، فتح الباري :٨/٥٧٥، امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں کتاب مناقب الانصار باب ما لقي النبي ﷺ وأصحابه من المشرکین بمکة نمبر(٣٨٥٦) حدیث کے تحت اس روایت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

② صحیح البخاری:٢٤٠

③ صحیح البخاری :٣٨٥٦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا تفصیل سے درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

① اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینا حرام ہے۔

② رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔

③ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے والے ملعون ہیں۔

④ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے والوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں سزا اور عقاب ہے۔

⑤ ان گستاخوں کی سزا عام مسلمانوں کو اذیت دینے سے کہیں بڑھ کر اور علیحدہ ہے۔

⑥ اہل ایمان پر بہتان تراشی صریح گناہ اور اذیت دینا حرام ہے۔

⑦ ان ملعونوں کی یہ سزا ہے کہ جہاں پائے جائیں بُری طرح قتل کر دیئے جائیں۔

⑧ نبی کریم ﷺ نے کعب بن اشرف یہودی کے قتل کی علت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینا بیان کی ہے۔

⑨ کعب بن اشرف یہودی نقض عہد وپیمان اور نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کا مددگار اور اپنے شعروں میں آپ کی گستاخی کرنے والا تھا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کھلا دشمن تھا۔

⑩ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے قتل کا ذمہ لیا اور حُب رسول ﷺ کا مظاہرہ گستاخ رسول کو قتل کرکے کیا۔

⑪ نبی ﷺ نے گستاخوں کے قتل کا حکم نامہ بھی جاری کیا اور اس کیلئے لشکر خود روانہ کیا۔

⑫ اس لشکر کو اللہ کے نام پر روانہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مدد کے لئے دعا بھی کی۔

⑬ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ملے جلے لوگ تھے۔ مسلمان، یہودی اور مشرکین مدینہ میں قیام پذیر تھے۔

⑭ آپ ﷺ نے اپنی تشریف آوری پر بلا امتیاز سب کی خیر خواہی اور اصلاح کا ارادہ فرمایا۔

⑮ آپ ﷺ کی آمد مبارک پر مشرکین اور یہود نے آپ کو اذیت دی بلکہ اذیت کی حد کر دی۔

⑯ ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ایذا رسانی اور گستاخی پر صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا حکم فرمایا اور اس صبر و تحمل اور عفو و درگزر کی غایت حکم ثانی تک رہی جو کہ حتی يأتي الله بأمره کی نص قطعی سے واضح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑰ جب کعب بن اشرف رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے باز نہ آیا تو پھر نبی ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کے قتل کے لئے لشکر روانہ کریں۔

معلوم ہوا کہ گستاخانِ رسول کے ساتھ ابتدائے زمانہ میں عفو و درگزر اور ان کی تکالیف اور ایذا رسانی پر صبر و تحمل کا حکم تھا۔ لیکن بعد میں قتل کی اجازت وارد ہوئی، تبھی اللہ کے رسول ﷺ نے کعب بن اشرف کے قتل کے لئے لشکر روانہ کیا۔

ساری تفصیل سے پتہ چلا کہ اللہ کے قرآن میں گستاخِ رسول کی سزا کا قانون موجود ہے اور معافی دینے والے حضرات کے موقف کا بھی ردّ ہو گیا کہ یہ ابتدائی دور میں معاملہ تھا، بعد میں قتل کا حکم آچکا۔ لہٰذا گستاخ رسول خواہ یہودی ہو یا عیسائی، ہندو ہو یا مسلم، جب گستاخی کا ارتکاب کرے گا تو واجب القتل ہے، حد قتل کی معافی نہیں ہو گی۔ بالخصوص توہین رسالت پر، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی عام لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ اس کے ساتھ بہت سارے حقوق مل جاتے ہیں، جیسے:

① اللہ کا حق: جب کوئی شخص اللہ کے رسول ﷺ کی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس نے اللہ کے سب سے بڑے ولی کی گستاخی کر کے اللہ سے اعلانِ جنگ کیا ہے۔

② اس نے اللہ کی کتاب اور اس کے دین میں طعن کیا ہے اس لئے کہ اللہ کے دین اور کتاب کی صحت رسالت و نبوت کی صحت پر موقوف ہے۔ توہین رسالت کر کے وہ دین اسلام اور کتاب اللہ کی توہین کا بھی مرتکب ہوا ہے۔

③ یہ اللہ کی اُلوہیت میں بھی طعن ہے۔ اس لئے کہ رسالت و نبوت پر طعن و تشنیع اللہ کی اُلوہیت میں تشنیع ہے جس نے اپنے نبی اور رسول ﷺ کو مبعوث کیا۔ رسول کی تکذیب اللہ کی تکذیب ہے، اللہ کے نبی کے حکم و معنی کا انکار اللہ کے حکم کا انکار ہے۔

④ یہ تمام اہل ایمان کے حق پر ڈاکہ اور سب و شتم ہے۔ اس لئے کہ تمام اہل ایمان رسول اللہ ﷺ اور آپ سے پہلے تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام پر بلا امتیاز ایمان رکھتے ہیں۔ اس لئے رسالت و نبوت کی توہین کر کے تمام اہل ایمان کو تکلیف دی جاتی ہے۔ نبوت و رسالت کی گستاخی اہل ایمان کے ہاں ان کے والدین، عزیز و اقارب، آباء و ابنا، خاندان و برادری کی گستاخی سے کہیں بڑھ کر ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی عزت و حرمت اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔[1]

ان آیات بینات کے علاوہ بھی بہت ساری آیات اس مسئلہ کے متعلق وارد ہیں جن کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے۔ تفصیل کے لئے 'الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ' از شیخ الاسلام والمسلمین امام ابن تیمیہ اور 'توہین رسالت کی شرعی سزا' از شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز وغیرہما ملاحظہ کریں۔

توہین رسالت کی سزا: احادیث کی روشنی میں

کتبِ احادیث وسنن میں اس موضوع پر کئی ایک احادیثِ صحیحہ و آثارِ حسنہ موجود ہیں۔ کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے بعد نبی کریم ﷺ نے ابو رافع عبد اللہ بن ابی الحقیق جسے سلام بن ابی الحقیق بھی کہا جاتا ہے، کے قتل کی اجازت دی۔

① **کعب بن اشرف کا قتل:** اس بارے میں پیچھے کافی تفصیل گزر چکی ہے۔

② **ابو رافع کا قتل:** امام بخاریؒ نے صحیح بخاری[2] میں اس روایت کو مفصل ذکر کیا ہے۔

◉ امام المغازی وامیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسحق فرماتے ہیں:

ولما انقضى شأن الخندق وأمر بنى قريظة وكان سلام بن أبي الحقيق وهو أبو رافع فيمن حزب الأحزاب على رسول الله ﷺ وكانت الأوس قبل أحد قتلت كعب بن الأشرف في عداوته لرسول الله ﷺ وتحريضه عليه استأذنت الخزرج رسول الله ﷺ في قتل سلام بن أبي الحقيق وهو بخيبر فأذن لهم.[3]

"جب غزوۂ خندق اور بنو قریظہ کے یہود کا معاملہ پورا ہو گیا۔ سلام بن ابی الحقیق ابو رافع یہودی ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف اتحادیوں کو جمع کیا تھا۔ اُحد سے پہلے اَوس قبیلے کے لوگوں نے کعب بن اشرف کو رسول اللہ ﷺ کی عداوت اور لوگوں کی وجہ سے قتل کیا تھا تو خزرج والوں نے ابو رافع یہودی کے قتل کی

---

① ملاحظہ ہو: الصارم المسلول على شاتم الرسول لابن تيمية: ٥٣١/٤، ٥٣٢

② صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب قتل أبي رافع ٤٠٣٨، ٤٠٣٩، ٤٠٤٠

③ السيرة النبوية لابن إسحق: ص٤٣٠، البداية والنهاية: ٣٤٠/٤، دلائل النبوة للبيهقي: ٤/ ٣٣، فتح الباري: ١٠٣/٩

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت رسول اللہ ﷺ سے طلب کی اور اس وقت ابو رافع خیبر میں تھا تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت دی۔"

◉ اور امام حاکم کی الإكليل اور امام ابن اسحٰق کی السيرة النبوية میں ہے کہ

"جس لشکر کو رسول ﷺ نے ابو رافع یہودی کے قتل کے لئے روانہ کیا تھا، ان میں عبد اللہ بن عتیک، عبد اللہ بن انیس، ابو قتادہ، حارث بن ربعی اور مسعود بن سنان شامل تھے۔"①

◉ ابو رافع کے قتل کا سبب بھی ایذائے رسول تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے:

وكان أبو رافع يؤذى رسول الله ﷺ ويعين عليه②

"ابو رافع رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ کے خلاف تعاون کرتا تھا۔"

◉ ابن حجر عسقلانی نے ذکر فرمایا ہے کہ

"عروہ فرماتے ہیں ابو رافع غطفان وغیرہ مشرکینِ عرب کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف بہت زیادہ مالی معاونت کرتا تھا۔"③

اس سے معلوم ہوا کہ اذیتِ رسول اور رسالت مآب ﷺ کے خلاف لوگوں کو اُبھارنے اور مالی سپورٹ کرنے کی وجہ سے ابو رافع یہودی کو قتل کیا گیا۔ پھر اس سے اوس و خزرج کے قبائل کا گستاخانِ رسول کے تعاقب میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا عزم بھی معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے خلاف بولنے والی زبان، دشمنانِ رسالت کے معاونین خواہ مالی سپورٹر ہوں یا زبانی کلامی، واجب القتل ہو جاتے ہیں۔ آج مسلمانانِ عالم کو گستاخانِ رسول کے تعاقب میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حریص اور میدانِ کارزار میں کود جانے کا کردار اَدا کرنے کی شدید حاجت وضرورت ہے۔

③ **شاتمہ کا قتل:** عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینے کی اُمّ ولد تھی جو نبی کریم ﷺ کو گالیاں بکتی اور آپ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتی تھی۔ وہ نابینا صحابی رضی اللہ عنہ اسے منع کرتا تھا، وہ باز نہ آتی تھی۔ اسے ڈانٹتا تھا وہ سمجھتی نہ تھی۔ ایک رات جب وہ نبی کریم ﷺ کی بدگوئی کرنے لگی تو اُس نے برچھا پکڑا تو اسے اس کے پیٹ پر رکھ دیا

① فتح الباري: ۱۰۳/۹
② الرقم: ۴۰۳۹
③ فتح الباري: ۱۰۴/۹

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اُس پر اپنا بوجھ ڈالا اور اسے قتل کر دیا۔ جب یہ بات نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:«ألا اشهدوا إن دمها هدر» ①

''خبر دار، گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون ضائع ورائیگاں ہے۔''

علامہ البانیؒ اس حدیث کے بارے فرماتے ہیں: إسناده صحيح على شرط مسلم ② ''اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو سب و شتم کرنے والی عورت بھی ہو تو اسے معافی نہیں دی جائے گی اس کو قتل کیا جائے گا اور اس کا خون رائیگاں اور بے کار ہو گا، کوئی قصاص وبدلہ نہیں اور نہ ہی دیت ہے۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں:

وفيه دليل على أن الذمي إذا لم يكف لسانه عن الله ورسوله فلا ذمة له فيحل قتله ③

''اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ ذمی جب اللہ اور رسول ﷺ کے بارے اپنی زبان بند نہیں کرتا تو اس کا کوئی عہد و پیمان نہیں اس کا قتل حلال ہو جاتا ہے۔'' ④

④ **مشرکہ شاتمہ کا قتل:** عمیر بن اُمیہ کی ایک بہن تھی اور عمیر جب نبی کریم ﷺ کی طرف نکلتے تو وہ اُنہیں رسول اللہ ﷺ کے بارے اذیت دیتی اور نبی کریم ﷺ کو گالیاں بکتی اور وہ مشرکہ تھی۔ اُنہوں نے ایک دن تلوار اُٹھائی پھر اس بہن کے پاس آئے، اسے تلوار کا وار کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے اُٹھے، اُنہوں نے چیخ و پکار کی اور کہنے لگے کہ ہمیں معلوم ہے، کس نے اسے قتل کیا ہے؟ کیا ہمیں امن و امان دے کر قتل کیا گیا ہے؟ اور اس قوم کے آباء و اجداد اور مائیں مشرک ہیں۔ جب عمیر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف لاحق ہوا کہ وہ اپنی ماں کے بدلے میں کسی کو ناجائز قتل کر دیں گے تو وہ نبی

① سنن أبي داود (٤٣٦١)، سنن النسائي (٤٠٧٥)،سنن الدارقطني:٣/١١٢، ١١٣ و٤/٢١٧، المطالب العالية (٢٠٤٦)، إتحاف الخيرة المهرة للبوصيرى(٤٦١٠)
② إرواء الغليل:٥/٩٢
③ عون المعبود:٤/٢٢٦
④ نیز دیکھیں: فتح الودود في شرح سنن أبي داود لأبي الحسن السندي:٤/٢٧٦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أقتلت أختك» کیا تم نے اپنی بہن کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے کہا: «ولم؟» تم نے اسے کیوں قتل کیا تو اُنہوں نے کہا: إنها كانت تؤذيني فيك ''یہ مجھے آپ کے بارے میں تکلیف دیتی تھی۔'' تو نبی ﷺ نے اس کے بیٹوں کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے پوچھا تو اُنہوں نے کسی اور کو قاتل بنایا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو خبر دی اور اس کا خون رائیگاں قرار دیا تو اُنہوں نے کہا: ہم نے سنا اور مان لیا۔''①

⑤ گستاخِ رسول ابو جہل کا انجام: سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا: میں بدر والے دن صف میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں جانب نظر ڈالی تو دیکھا کہ میرے دونوں طرف دو نوجوان انصاری لڑکے کھڑے ہیں۔ میں نے تمنا کی: کاش! میرے نزدیک کوئی طاقتور اور مضبوط آدمی ہوتے۔ ان میں سے ایک مجھے میرے پہلو میں ہاتھ مار کر کہنے لگا:

يا عم! هل تعرف أباجهل؟ ''چچا! کیا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو؟'' میں نے کہا: ہاں، بھتیجے! تمہیں اس کی کیا غرض ہے؟ اُس نے کہا: أُخبرت أنه يسبّ رسول الله ﷺ والذي نفسي بيده لئن رأيته لا يفارق سوادى سواده حتى يموت الأعجل منا

''مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میرا جسم اس کے جسم سے اتنی دیر تک جدا نہیں ہوگا جب تک ہم میں سے جس کو جلدی موت آنی ہے، آ جائے۔''

عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ مجھے اس نوجوان لڑکے کے جذبات پر بڑا تعجب ہوا۔ پھر مجھے دوسرے لڑکے نے بھی اسی طرح پہلو میں ہاتھ مارا اور اُس جیسی بات کہی۔ اتنے میں میری نظر ابوجہل پر پڑی۔ وہ لوگوں میں گھوم رہا تھا۔ میں نے کہا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ ابوجہل ہے جس کے بارے میں تم دونوں سوال کر رہے تھے۔ ابن عوف کہتے ہیں: وہ دونوں جلدی سے اس کی طرف دوڑے اور دونوں نے اس پر تلوار کا وار کیا یہاں تک کہ اسے جہنم رسید کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آکر آپ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے پوچھا

① المعجم الكبير١٧/٦٤(١٢٤)، مجمع الزوائد:٦/٣٩٨ (١٠٥٧٠)، أسد الغابة:٤/٢٧٣، الإصابة:٤/٥٩٠

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«أيكما قتله؟» تو دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا؟ اُن دونوں میں ہر ایک کہنے لگا: ''أنا قتلته'' میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «هل مسحتما سيفيكما؟» ''کیا تم دونوں اپنے تلواریں صاف کردی ہیں؟ اُنہوں نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے ان دونوں تلواروں پر نظر دوڑائی اور فرمایا: «كلاكما قتله» تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے اور ابوجہل کا پہنا ہوا سامان وغیرہ معاذ بن عمرو بن الجموع کو عطا کر دیا۔

اور وہ دونوں نوجوان لڑکے معاذ بن عمرو بن جموع اور معاذ بن عفراء تھے۔ [1]

اورصحيح البخاري [2] میں ہے کہ عبداللہ بن عوف کہتے ہیں: ''فأشرت لهما إليه فشدّا عليه مثل الصقرين حتى ضرباه وهما ابنا عفراء''

''میں نے ابوجہل کی طرف ان دونوں کو اشارہ کیا۔ وہ دونوں لڑکے دو عقابوں کی طرح اس پر شدت سے ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ اسے واصل جہنم کر دیا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔''

⑥ یہودیہ کا قتل: اس کی تائید سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

''أن يهودية كانت تشتم النبي ﷺ وتقع فيه فخنقها رجل حتى ماتت فأبطل رسول الله ﷺ دمها'' [3]

''بلاشبہ ایک یہودیہ عورت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی اور آپ کے بارے میں نازیبا کلمات کہا کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا خون باطل قرار دیا۔''

اس روایت کے بارے میں علامہ البانیؒ نے فرمایا ہے: إسناده صحيح على شرط الشيخين [4] ''اس کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔''

یہ حدیث ہم نے بطورِ شاہد اور تائید ذکر کی ہے۔

---

① صحيح مسلم:١٧٥٢/٤٢، صحيح البخاري (٣١٤١) مع فتح الباري:٤٢٢/٧، مسند أحمد: ٣/ ٢٠٧(١٦٧٢)، صحيح ابن حبان(٤٨٤٠) ١٧٢/١١، مسند أبي يعلى (٨٦٦) ١٧٠/٢، المستدرك على الصحيحين للامام الحاكم:٤٢٥/٣، السنن الكبرى للبيهقي:٣٠٥/٦، ٣٠٦، البحر الذخار المعروف بمسند البزار:٢٢٥/٣ (١٠١٣)، مسندالشاشي:(٢٤٨)/٢٧٩

② رقم الحديث:٣٩٨٨

③ سنن أبي داود (٤٣٦٢)، السنن الكبرى للبيهقي:٦٠/٧، ٢٠٠/٩، ٣٧٥/٩

④ إرواء الغليل:٩١/٥، تحت رقم ١٢٥١

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ **حد قتل صرف مرتکبِ توہین رسالت کے لیے:** ابوبرزہ کہتے ہیں: میں ابو بکر صدیق کے پاس تھا، وہ کسی آدمی پر بہت زیادہ ناراض ہوئے۔ میں نے کہا: اے خلیفۃ الرسول! مجھے اجازت دیں، میں اس کی گردن مار دوں۔ میری اس بات نے ان کا غصہ ختم کر دیا۔ ابو بکر صدیق اُٹھے اور گھر چلے گئے اور مجھے پیغام بھیجا اور کہا: تم نے ابھی کیا کہا تھا۔ میں نے کہا: مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیں۔ کہنے لگے: اگر میں تمہیں اس بات کا حکم دیتا تو کیا واقعی تم یہ کام کر گزرتے۔ میں کہا: ہاں۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لا والله ما كانت لبشر بعد محمد ﷺ ①

''نہیں۔ اللہ کی قسم! محمد ﷺ کے بعد کسی بشر کو یہ مقام حاصل نہیں۔''

⑧ **توہین رسالت کے مرتکب عیسائی کو سزا:** کعب بن علقمہ کہتے ہیں کہ غرفہ بن الحارث کندی کے پاس سے ایک عیسائی گزرا تو اُنہوں نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی تو اُس عیسائی نے رسول اللہ ﷺ کی اہانت کی۔ غرفہ کندی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور اس کی ناک پھوڑ دی۔ یہ کیس عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو عمرو فرمانے لگے: ہم نے ان کو عہد وپیمان دیا ہے (یعنی ان کی حفاظت ہم پر لازم ہے) غرفہ کندی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

معاذ الله أن نكون أعطيناهم على أن يظهروا شتم النبي ﷺ إنما أعطيناهم على أن نخلي بينهم وبين كنائسهم يقولون فيها ما بدا لهم وأن لا نحملهم مالا يطيقون وإن أرادهم عدد قاتلناهم من ورائهم ونخلي بينهم و بين أحكامهم إلا أن ياتوا راضين بأحكامنا فنحكم بينهم بحكم الله وحكم رسوله وإن غيبوا عنا لم لفرض لهم فيها

''اللہ کی پناہ! ہم ان کو اس بات پر عہد وپیمان دیں کہ وہ نبی کریم ﷺ پر سب وشتم کا اظہار کریں۔ ہم نے ان کو اس بات کا عہد دیا ہے کہ ہم اُنہیں ان کے گرجا گھروں میں چھوڑ دیں

---

① سنن أبي داؤد (٤٣٦٣) سنن النسائي (٤٠٧٣) ذخيرة العقبى في شرح المجتبى :٣٢/٢٧، السنن الكبرى للنسائي (٣٥٢٠ تا ٣٥٢٦)، مسند أحمد(٥٤) ٤٤٦-٤٤٨، المستدرك ٤: ٣٥٤/ كتاب المختارة (٢٠تا٢٦)، مسند أبي بكر الصديق للمروزي (٦٦، ٦٧)، مسند أبي يعلى (٧٤-٧٧) وفي نسخة (٨١،٨٢)، مسند أبي داؤد الطيالسي(٤)، مسندالبزار (٤٩)، تهذيب الكمال:٤٤٣/١٥، مسندحميدي(٦) امام حاکم نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے گرجا گھروں میں جو کہنا ہے کہیں اور ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالیں اور اگر کوئی دشمن ان کا قصد کرے تو ہم ان کے پیچھے ان سے لڑائی لڑیں اور اُنہیں ان کے احکامات پر چھوڑ دیں، اِلا یہ کہ وہ ہمارے احکامات پر راضی ہو کر آئیں تو ہم ان کے درمیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں اور اگر وہ ہم سے غائب ہوں تو ہم ان کے پیچھے نہ پڑیں۔"

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صدقتَ "تم نے سچ کہا"[1]

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس کی متابعت کر رکھی ہے۔[2]

مذکورہ بالا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوا کہ شاتم رسول اور دشنام طرازی کرنے والے گستاخ کا علاج قتل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسے لوگوں سے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر اُنہیں قتل کیا۔ اور عفو و درگزر کا حکم مدینے کی ابتدائی زندگی میں تھا۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی اذیتوں اور گالی گلوچ پر صبر و تحمل سے کام لیتے رہے۔ پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے ان کا علاج قتل و قتال تجویز کیا گیا۔ لہٰذا شاتم الرسول کو بالخصوص قتل کی سزا سے معافی نہیں دی جاسکتی۔ اگر کوئی غیر مسلم پکڑے جانے کے بعد توبہ کرلے تو اس کی توبہ کا فائدہ عند اللہ تو ہو سکتا ہے، لیکن دنیا میں حد کی معافی نہیں ہوگی۔

محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کتبِ احادیث میں کتاب الحدود قائم کرکے شاتم رسول کی سزا قتل بیان کی ہے اس میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں کیا اور یہ بات کتاب و سنت کے دلائل کی رو سے قوی اور مضبوط ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی لچک نہیں ہے!

---

[1] السنن الكبرى للبيهقي:٩/ ٣٧٥ بتحقيق اسلام منصور عبد الحميدي وقال:حسن: ٦٠٠٩ ط.قديم،المعجم الأوسط:٣٤١٩، ٣٤٢ (٨٧٤٣)، مجمع الزوائد (١٠٥٦٩)ط قديم:٦/ ٢٦٠،وقال:فيه عبدالله صالح كاتب الليث وقد وثق وفيه ضعف وبقية رجاله ثقات

[2] ملاحظہ ہو: المطالب العالية (٢٠٤٨) اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري (٤٦٩٠) وغيره، الإصابة في تمييز الصحابة ص١٠٣٥، أسد الغابة:٤/ ٣٢٣،الاستيعاب في معرفة الأصحاب:٣/ ٣٢٠

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ